پروگرام نمبر 72

Good
May 9, 1986 - [signature]

1

عروج وزوال کی اِس منزل پر ایک نئی شخصی قوت منظرِ عام
پر اُبھری۔ ایک صدی تک ہیرودیسی خاندان نے یہودی تاریخ میں سب سے نمایاں کردار ادا کیا۔
یہ صدی تاریخی اعتبار سے نہایت اہم تھی۔ جس میں یسوع مسیح کی پیدائش اور خدمت ہوئی۔
اور کلیسیا قائم ہوئی۔ ہیرودیس اعظم جو 37 سے 4 قبل از مسیح تک رہا ادومیہ کی یعنی ادومی نسل
میں سے تھا۔ 47 قبل از مسیح میں ایک ساتھ اُسکا باپ انتیپتر یہوداہ کا گورنر بنا جبکہ ہیرودیس
خود گلیل کا گورنر مقرر ہوا۔ 40 قبل از مسیح میں روم کی سینیٹ نے ہیرودیس کو یہوداہ کا بادشاہ
مقرر کر دیا۔ لیکن اُسے اپنی سلطنت کو خود فتح کرنا تھا جو اُس نے 37 قبل از مسیح میں مکمل کی۔
اُس نے یہودیوں کے کاہن اور بادشاہ ہرکانس کی نواسی مریمنی سے شادی کر لی۔ اور اِس طرح
اُس نے تخت کیلئے اپنے حقوق کے ساتھ حشمونی خاندان کے حقوق ملا لئے۔ ہیرودیس کی حکومت
کرنے کی ذہانت کے شاید ہی کوئی برابر ہو تاہم اِن باتوں کے مقابلے میں اُسکی بدکرداری کہیں زیادہ
ثابت ہوئی۔ وہ اپنی مطلب براری کیلئے سب کچھ کر گزرتا۔ وہ نہایت ہی شہوت پرست اور
پاگل پن کی حد تک شکی المزاج تھا۔ یکے بعد دیگرے بہت سے لوگ اُس کے مہلک حسد کا
شکار ہوئے جیسے اُسکی ساس، سالا، دو بیٹے اور اُسکی اپنی خوبصورت مریمنی۔

ہیرودیس نے مقابلے کی دوڑوں کا سلسلہ قائم کرکے اور دیگر یونانی رسومات یروشلیم میں لاکر
یہودیوں میں نفرت کے جذبے کو اُبھارا۔ اُن کی نظروں میں اچھا بننے کیلئے اُس نے ہیکل کی دوبارہ
تعمیر کروائی۔ اور اُسے سلیمان کی ہیکل سے کہیں زیادہ وسیع اور بے پناہ دولت خرچ کرکے زرُبابل
کی ہیکل سے بھی کہیں زیادہ مزین کیا۔ اُس نے قدیم شہر سامریہ کو دوبارہ تعمیر کروا کے اُسکا نام
سباستے رکھا اور ایک نئے شہر قیصریہ کی بنیاد رکھی۔ جسے اُس نے فلستین کا سیاسی دارالحکومت
بنایا۔ باوجود اِس حقیقت کے کہ " اُسکا تخت اُس کے عزیز و اقارب کے خون میں نہلایا ہوا تھا۔
سوائے داؤد اور سلیمان کے عہدِ حکومت کے اُس نے اِس سلطنت کو سب سے زیادہ ظاہری
شان و شوکت بخشی۔ یہ سب مادی شان و شوکت یہودیوں کو اندھا نہ کر سکی جو اپنی نسل اور عظیم ماضی
پر فخر کرتے تھے کہ حقیقتاً" وہ اب ایک محکوم نسل بن چکے تھے۔ گو اُن کی زنجیروں پر سونے
کا ملمع ہوتا تاہم وہ زنجیریں ہی تھیں۔ ہیرودیس خود ایک غیر نسل کا فرد تھا اور ایک دوسری
غیر نسل کے نمائندے کے طور پر حکومت کرتا تھا۔

داؤد کا مسکن حقیقتاً گرا ہوا تھا اور قوم کی برگزیدہ روحیں یعنی " بنی اسرائیل میں حقیقی اسرائیل"
بڑی آرزو سے اُس کے منتظر رہے جو دوبارہ اُس مسکن کو قائم کرے گا اور اُسے ویسا ہی تعمیر

کرے گا جیسا کہ وہ قدیم زمانے میں تھا ۔ بائبل مقدس میں لکھا ہے "میں اُس روز داؤد کے گرے ہوئے مسکن کو کھڑا کرکے اُس کے رخنوں کو بند کروں گا اور اُس کے کھنڈروں کی مرمت کرکے اُسے پہلے کی طرح تعمیر کروں گا تاکہ وہ ادوم کے بقیہ اور اُن سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں ۔" (عاموس 9:11-12)

سامعین ! اگر ہم عبرانی طرزِ زندگی اور رسم و رواج پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اِس تاریخی منزل تک اُن میں بہت سی تبدیلیاں رُونما ہوئیں مثلاً عبرانی ابتدا میں کاشتکار اور غلہ بان تھے ۔ سلیمان اور اُس کے بعد آنے والے بادشاہوں کے عہد میں وہ کسی حد تک بیرونی تجارت کرنے لگے ۔ اسیری کے وقت سے لے کر وسیع علاقے میں منتشر ہونے کے سبب سے وہ ایک تاجر قوم بن گئے اور اُن کی یہ خصوصیت اب تک قائم ہے ۔ اسیری کے وقت سے لے کر اُن کی زبان میں بھی غیر معمولی تبدیلیاں ہوئیں ۔ کسدی ۔ شامی ۔ اور فارسی طرز ہائے کلام اِس زبان میں داخل ہوئے جن سے صدیاں گزرنے کے بعد بھی نتیجہ کچھ ویسا ہی نکلا جیسا اٹلی پر وحشی قبائل کے حملے کے بعد نکلا تھا ۔

جدید اطالوی زبان قدیم زمانے کی مستند اور فصیح لاطینی نہیں ہے ۔ گو اطالوی زبان کی جڑیں لاطینی سے پرورش پاتی ہیں / اِسی طرح قدیم زمانے کی مستند اور فصیح عبرانی زبان غیر مروّج ہوگئی ۔ اور آرامی زبان مسیحی دور کے آغاز پر فلسطین میں عام بول چال کا ذریعہ بن گئی //

مذہبی اعتبار سے بھی عبرانی طرزِ زندگی میں کافی تبدیلیاں رُونما ہوئیں ۔ اُن تبدیلیوں کا خلاصہ کچھ اِس طرح بیان کیا جا سکتا ہے ۔ اسیری سے قبل ہم نے اُن کے بُت پرستی کی پیروی کرنے کے مستقل رُجحان پر غور کیا ہے ۔ آخرکار اِس رُجحان کی بجائے اُن کے دلوں میں ہر اُس چیز کیلئے نفرت پیدا ہوگئی جو بُت پرستی سے تعلق رکھتی تھی ۔ پُرانے عہدنامے سے یعنی توریت ، زبور اور صحائف انبیاء کے بیان سے یہودیوں کی مذہبی درسگاہوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا ۔ یہ ممکن ہے کہ اسیری کے دوران ہیکل کی عبادات کی غیر موجودگی میں یہ وجود میں آئی ہوں ۔ ایک مذہبی درسگاہ کے قیام کیلئے صرف دس افراد کافی ہوتے تھے ۔ یہ مذہبی درسگاہیں یروشلیم میں سینکڑوں کی تعداد میں تھیں ۔ اور مملکت کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی افراط سے موجود تھیں ۔ اُن کی عبادات روزانہ دُعاؤں پر جو ہر روز کی قربانی کے وقت کی جاتی تھیں سبت کے دن تلاوت کلام اور صحائف کی تفسیر پر مشتمل تھیں اور دُعائے خیر پر ختم ہوتی تھیں ۔ اِن تبدیلیوں کے علاوہ اِسی زمانے میں مختلف یہودی فرقے پیدا ہوگئے یعنی فریسی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ موسیٰ کی زبانی شریعت بھی ہوتی تھی جو روائیت سے چلی آتی ہے اور وہ اختیار میں تحریر شدہ شریعت کے برابر ہے ۔ وہ قیامت

اور آئندہ زندگی کے عقیدے کو مستحکم طور پر مانتے تھے۔ وہ کٹر علیحدگی پسند تھے اور غیر اقوام
کی رسومات کو شامل کرنے کے خلاف تھے۔ اس زمانے کی طاقتوں کو جو یہودی قوم کو شکست
دے رہی تھیں مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ فی الحقیقت یہ فریسی یہودی قوم کا بہتر
حصہ تھے جو اپنی قومی شناخت کی حفاظت کرتے تھے۔ صدوقی فریسیوں کے عقیدے
کی تین مستحکم باتوں کا انکار کرتے تھے یعنی زبانی شریعت کے اختیار کا، قیامت کا اور
آنے والی زندگی کا۔۔۔ وہ گرد و نواح میں آباد غیر اقوام سے اُن کے خیالات اور رسومات
سمیت کھلم کھلا میل ملاپ رکھنا پسند کرتے تھے۔ وہ ایسے سیاستدان تھے جن کی حکمت عملی
یہ تھی کہ رومیوں کو خوش رکھا جائے۔ سردار کاہن عموماً صدوقیوں کے فرقے سے ہوتا تھا۔
فریسیوں اور صدوقیوں کے علاوہ اسینی زاہدوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ بھی تھا۔ یہ لوگ
سماج کو ترک کر دیتے، شادی بیاہ نہ کرتے اور اپنا تمام وقت گیان دھیان میں صرف کرتے تھے
"یہ لوگ یہودی راہب تھے"۔
جب دنیا کا عظیم ترین دور طلوع ہونے کو تھا تو مختصر اس زمین اور قوم کی حالت یہ تھی۔
اس سے کافی عرصہ پہلے ابراہمی عہد کا دنیاوی پہلو بلند ترین مقام پر پہنچ چکا تھا اور اب
رو بہ زوال تھا۔ اس عہد کا روحانی پہلو جو اتنے عرصے سائے میں رہا اور جس پر قدم بقدم عظیم
انبیاء صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ زور دیتے رہے تھے اب کافی حد تک پروان چڑھنے کو تھا۔
یہودیت کا خاردار ڈنٹھل اب پک چکا ہے اور ساری دنیا میں یسوع مسیح کے روحانی مذہب کی شکل میں
کھلنے کو تیار ہے۔ لیکن کیا ہم تیار ہیں کہ خدا کی اس لازوال محبت کا محبت سے جواب دے سکیں۔۔۔ کیوں
کیا ہم اُس کے عجیب کاموں کو قبول کر اُسکی عظیم ہستی کا انکار کر رہے ہیں؟ کیا ہم اُسکے اعلیٰ ترین مقصد
کو جھٹلا کر اُس کے ازلی ارادے کو پامال کر رہے ہیں؟ یقیناً ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یقیناً ہم ایسا سوچ
بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا محبت ہے۔ وہ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ ایسی محبت جس کا
کوئی ثانی نہیں۔ ایسی محبت جو ہمیں زوال سے نکال کر عروج تک پہنچاتی ہے۔ خدا کی اَن مٹ محبت
کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر اپنے پیارے مسیح کو بخش دیا تاکہ اُس کے
کفارے سے ہم نجات پائیں۔ آئیے! خدا کی اس لافانی محبت کا دل سے اقرار کرتے ہوئے اُس
کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کریں کہ اے مالک دونوں عالم کے۔ تیری تعظیم ہو سبھوں سے
تو ہی نے اپنے بیٹے کو بخشا کہ پاک کفارہ ہو۔ شکر ہمیشہ تیرا ہو۔۔۔ ہاں! شکر ہمیشہ تیرا ہو۔
گیت # اے مالک دونوں عالم کے — S.NO 77 DUR 0.19 و 4.15

ابھی آپ نے اِس پرُوگرام میں عبرانی خاندان ، عبرانی طرزِ زندگی اور اُن
کے رسم ورواج میں تبدیلیوں ، زبان ، مذہب اور یہودی فرقوں کے بارے میں سُنا
ہم اپنے اگلے پرُوگرام میں نئے عہد نامے کی تاریخ کا ایک جائزہ پیش کریں گے ۔ ہمیں یقین ہے
کہ نہ صرف آپ خود یہ پرُوگرام سُنیں گے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی دعوت دیں گے کہ ہمارے ساتھ
شامل ہوں جب ہم دوبارہ کلامِ الٰہی میں انسانی عروج وزوال پیش کریں گے ۔

بہنو اور بھائیو ! اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کیلئے
اور کلامِ الٰہی کے گہرے مطالعے کیلئے اگر آپ ہمارے نشر کردہ اِس
پرُوگرام کا مسوّدہ حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں لکھ کر مسوّدہ نمبر 72
طلب کریں ۔ پرُوگرام کے پتے کا اعلان ہم اِس پرُوگرام کے آخر
میں کریں گے ۔ یہ مسوّدہ آپکو تقریباً چھ ہفتے میں مل جائیگا ۔

اب اجازت دیجیے

خدا حافظ